سلیمان مناظرات وکان یقول ان	اُن کے مناظرے مشہور ہیں۔ ابن کلاب اس بات
کلام اللہ ھو اللہ وکان عباد یقول	کے قائل تھے کہ اللہ کا کلام اللہ ہے اور عباد
انه نصرانی بهذا القول ؎	کہتا تھا کہ وہ اس عقیدے کی بنا پر نصرانی ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اس سلسلے میں معتزلیوں نے عجیب عجیب افسانے تراش لئے تھے: مثلاً یہ کہ نصاریٰ مثبتین صفات باریؒ کے ذریعے مسلمانوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہیں، چنانچہ ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں ابو العباس البغوی سے یہ افسانہ نقل کیا ہے:۔

"قال ابو العباس البغوی دخلنا	ابو العباس بغوی نے کہا ہے کہ ہم فثیون نصرانی
علی فثیون النصرانی وکان فی	کے پاس جو بغداد کے رومی محلہ میں مغربی جانب
دار الروم بالجانب الغربی فجری	رہتا تھا ملنے گئے۔ اثنائے گفتگو میں نے اس سے
الحدیث الیٰ ان سألته عن ابن کلاب	ابن کلاب کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے
فقال رحم اللہ عبد اللہ کان یجیئنی	کہا اللہ عبد اللہ پر رحم فرمائے۔ وہ میرے
فیجلس الی تلک الزاویة واشار الی	پاس تھا اور اسی گوشہ میں بیٹھا کرتا تھا —
ناحیة من البیعة وعنی اخذ هذا	اور اُس نے گرجا کے ایک کونے کی طرف
القول ولو عاش لنصّرنا المسلمین"	اشارہ کیا — اُس نے مجھی سے یہ عقیدہ اخذ
....	کیا اور اگر وہ زندہ رہتا تو ہم مسلمانوں کو
....	عیسائی بنا لیتے۔

بغداد کے نصاریٰ بھی اسی تفلسف کے پردے میں عام مسیحی عقیدہ (الوہیت مسیح) کو چھپاتے تھے اور جب کوئی انھیں اُن کے اس قول شنیع پر متوجہ کرتا تو کہدیا کرتے کہ ہمارا تو مسیح علیہ السلام کے باب میں عق یہی عقیدہ ہے جو سنی مسلمانوں کا قرآن کے بارے میں ہے۔ ابن الندیم روایت کرتا ہے۔

"وسأل محمد بن اسحاق الطالقانی	فثیون نصرانی سے محمد بن اسحاق طالقانی نے
فقال ما تقول فی المسیح قال ما تقوله	دریافت کیا کہ تیرا مسیح علیہ السلام کے بارے

اهل السنة من المسلمين فی القرآن"	میں کیا عقیدہ ہے تو اس نے کہا وہی جو مسلمانوں
....	میں سے اہل سنت قرآن کے بارے میں رکھتے ہیں

حالانکہ دونوں کے عقائد میں فرق عظیم ہے: اہل السنت والجماعت قرآن ہو یا دیگر صفات باری تعالیٰ انھیں صرف صفات مانتے تھے مستقل ذوات نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے برخلاف نصاریٰ اب، ابن اور ام یا اب، ابن اور روح القدس کو جیسے وہ بعد میں تفلسفاً اقانیم ثلثہ سے تعبیر کرنے لگے تھے مستقل خدایانِ ثلثہ مانتے تھے جیسا کہ شرح المواقف میں ہے:۔

"والجواب انهم ای النصاریٰ انما	اور اس کا جواب یہ ہے کہ نصاریٰ صرف اس
کفروا لانهم اثبتوها ای الاقانیم	وجہ سے کافر ہوئے کہ انھوں نے اقانیم مذکورہ
المذکورة ذوات لاصفات وان	کو ذات کی حیثیت سے نہ کہ صفات کی حیثیت
تحاشوها عن التسمیة بالذات	سے ثابت کیا، اگرچہ وہ ان اقانیم کو ذات کے
و سموها صفات فانهم قالوا بانتقال	نام سے موسوم نہیں کرتے بلکہ صفات کے نام
اقنوم العلم وهو الکلمة الی المسیح والمستقل	سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ
بالانتقال لایکون الاذاتا واثبات	وہ اقنوم علم۔ یعنی کلمہ۔ کے حضرت مسیح کی
المتعدد من الذوات القدیمة هو	جانب منتقل ہونے کے قائل ہیں اور جو امر بالا
الکفر اجماعاً دون اثبات الصفات	بالاستقلال منتقل ہوتا ہے وہ ذات کے سوا
القدیمة فی ذات واحد"	اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس جو امر بالاجماع کفر
....	ہے وہ متعدد ذوات قدیمہ کا اثبات ہے نہ کہ
....	ذات واحد میں صفات قدیمہ کا اثبات۔

غرض تیسری صدی میں فکری طور پر صورتِ حال یہ تھی کہ دار العلم بغداد میں نساطرہ نہ صرف "الوہیت مریم" کے منکر تھے جس کی خاطر انھیں سب کچھ مصائب برداشت کرنا پڑے تھے بلکہ مستقل خدایانِ ثلاثہ کے اقرار کے بجائے تثلیث کو "اقانیم ثلاثہ" کے پردے میں چھپا کر پیش کرتے تھے ادھر معتزلہ کی توجہ نصاریٰ کی تثلیث

کے بجائے اہل السنت والجماعت کی تحمید و توصیف باری کے استیصال پر مرکوز تھی لہٰذا اہل السنت کے "اثبات صفات باری" کو صحیح ثابت کرنے کے لئے نصاریٰ کی فلسفیانہ تثلیث کی تحقیق کرنے کے بجائے وہ اس کی پردہ کرتے تھے تاکہ اہل السنت اور نصاریٰ کو ایک ہی عقیدے کا معتقد ثابت کرسکیں۔ یہ وجہ ہے کہ الوہیت مریم اور اسی طرح الوہیت مسیح کا عقیدہ گو مگو میں رہا۔

پھر تیسری صدی میں یہی معتزلہ اسلام کی عقلی توجیہ کے اجارہ دار تھے حتیٰ کہ قرآن کریم کی جو تفاسیر عقلی انداز میں لکھی گئیں بیشتر حالات میں ان کے مصنف یہی لوگ تھے۔ قدیم ترین عقلی تفسیر ابو مسلم اصفہانی کی ہے اور بعد کی مشہور تفسیر زمخشری کی کشاف ہے۔ ابو مسلم کی تفسیر ناپید ہے مگر اس کے جستہ جستہ حصوں کو امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے۔ کشاف بہت زمانہ تک مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل رہی بعد میں اس کی جگہ قاضی ناصر الدین بیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل (تفسیر بیضاوی) نے لے لی مگر تفسیر بیضاوی بھی کشاف ہی کی اصلاح یافتہ شکل ہے جیسا کہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے

"سید المختصرات منه کتاب	ان مختصرات کشاف میں سب سے افضل
انوار التنزیل للقاضی ناصر الدین	قاضی ناصر الدین بیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل
عبد اللہ بن عمر البیضاوی لخصه	ہے جس میں انہوں نے کشاف کو مختصر کیا
فاجاد و ازال عنه الاعتزال و	ہے، اسے بہتر بنایا ہے، اس کے اعتزال کو
دور کیا ہے، اسے مرتب (واڈٹ) کیا ہے اور	و حذف ما ستدرك و اشتهر
اشتهار الشمس فی وسط النہار"	اس پر استدراک کیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ
....	آفتاب نصف النہار کی طرح مشہور ہے۔

غرض تیسری صدی ہجری میں جن حقائق و واقعات کو بالقصد و بالارادہ چھپا دیا گیا تھا۔ آج کے دن تک خود مسلمانوں کے کلامی و تفسیری ادب میں چھپے ہوئے ہیں۔ دوسروں کا تو کیا کہنا۔ اسی پر اعتماد کرکے نصاریٰ ان معاندوں کے الزامات سے شاید انکاری رہے ہوں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ "الوہیت مریمؑ" کا عقیدہ عیسائیوں میں مروج تھا۔ خود عیسائی مورخین نے اس واقعہ کو قلمبند کیا ہے:۔

چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا آرٹیکل نویس "نسطوریوس" لکھتا ہے کہ نسطوریوس کے قسطنطنیہ پہنچنے پر دات کا آغاز جس بات سے ہوا وہ یہ تھی کہ نسطوریوس کے نائب پادری انسطاسیوس نے اُس کے ایما سے اہل سطنطنیہ کے مروجہ عقیدے "مادرِ خدا" پر بڑی شدت سے گرفت کرنا شروع کیا۔

"ONE OF THE PRATICES ASSAILED BY NESTORIUS WAS THE CUSTOM, WHICH HAD BECOME ALMOST UNIVERSAL IN CONSTANTINOPLE, OF BESTOWING THE EPITHET OF O EOTOKOS. MOTHER OF GOD' UPON MARY THE MOTHER OF JESUS. FROM ANTIOCH NESTORIUS HAD BROUGHT ALONG WITH HIM TO CONSTANTINOPLE A CO—PRESBYTER NAMED ANASTASIUS, WHO ENJOYED HIS CONFIDENCE AND IS CALLED BY THEPHANES, HIS "SYNCELLUS" THIS ANASTASIUS IN A PUBLIC ORATION, WHICH THE PATRIARCH HIMSELF IS SAID TO HAVE PREPARED FROM HIM, CAUSED GREA SCAUDAL TO THE PARTISAUS OF THE CULT OF MARY BY SAYING:-

LET NO ONE CALL MARY THE MOTHER OF GOD FOR MARY WAS A HUMAN BEING, AND THAT GOD SHOULD BE BORN OF A HUMAN BEING IS IMPOSSIBLE". (EUCYCL. BRIT. VOL XVL PAGE 245)

(نسطوریوس نے جن رسوم پر سختی سے گرفت کی تھی اُن میں سے ایک رسم جو قسطنطنیہ میں عام تھی یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریمؑ کو تھیوٹوکیس یا مادرِ خدا کے نام سے ملقب کیا جاتا تھا۔ نسطوریوس انطاکیہ سے اپنے ہمراہ ایک ساتھی پادری مسمی انسطاسیوس کو قسطنطنیہ لایا تھا جس پر اسے بہت زیادہ اعتماد تھا۔ اس انسطاسیوس کے ایک عام وعظ نے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ خود نسطوریوس نے اُس کے لئے تیار کیا تھا، عقیدۂ الوہیت مریم کے معتقدین بہت برافروختہ ہوئے۔ اُس نے کہا تھا "خبردار کوئی حضرت مریمؑ کو مادرِ خدا نہ کہے کیونکہ حضرت مریمؑ صرف ایک انسان ہیں اور یہ بات کہ خدا ایک انسان کے بطن سے پیدا ہو، ناممکن ہے)

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کا آرٹیکل نویس لکھتا ہے

اور یہ ناممکن ہے کہ خدا ایک عورت کے بطن سے پیدا ہو" اس کے وعظ سے بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔ اس پر نسطوریوس نے انسطاسیوس کی تائید میں تقریریں کرنا شروع کیں)

"THE FIRST OUTBREAK OF THE NESTORIAN CONTROVERSY WAS DUE TO A PRESBYTER NAMED ANASTASIUS, BROUGHT BY NESTORIUS FROM ANTIOCH. HE PREACHED IN CONSTANTINOPLE AGAINST THE POPULAR NAME THEOTOKOS.

THE PRESBYTER EXPLAINED: " LET NO ONE CALL MARY THEOTOKOS, FOR MARY WAS BUT A WOMAN, AND IT IS IMPOSIBLE THAT GOD SHOULD BE BORN OF A WOMAN"; AND HIS SERMONS GAVE GREAT OFFENCE. THEREUPON NESTORIUS DELIVERED A COURSE OF SERMONS SUPPORTING ANASLASIUS."